افکار معاصرین

زلزلہ کے عبرتناک مناظر اور قوم کی بے حسی

تحریر: سید عامر نجیب ایڈیٹر ماہنامہ ''الصراط'' کراچی

مہینوں اور سالوں میں نہیں لمحوں میں ماحول یکسر تبدیل ہوسکتا ہے۔ ہم نے مشاہدہ کر ہی لیا ہے۔ لمحوں میں کتنے زندہ مردوں کی فہرست میں شامل ہو گئے۔ کتنے ہنستے بستے گھر اجڑ گئے۔ کتنی عورتیں بیوہ ہو گئیں کتنے بچے یتیم ہو گئے کتنے بوڑھے اپنی اولاد کے سہارے سے محروم ہوئے، کتنے جوان اپنے گھر کے بزرگوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ کتنے دینے والے لینے والوں کی صف میں کھڑے ہونے پر مجبور ہوئے۔ بڑی محنت اور بڑی چاہ سے بنائے ہوئے محلات آن کی آن میں زمین بوس ہو گئے۔ پھول جیسے معصوم بچے ماؤں کی چھاتیوں سے لگے لگے زمین میں دھنس گئے۔ کیسے کیسے طاقتور جسم معذوری کا صدمہ جھیلنے پر مجبور ہوئے چند سیکنڈوں میں سب کچھ تو بدل گیا۔

ذرا ان بچوں کا تصور تو کریں جن کے ماں باپ، دادا دادی، چاچا ماموں سب ہی تو اس دنیا سے رخصت ہو گئے قریب کا کوئی بھی رشتہ دار نہیں جوان کے سر پر دست شفقت رکھ سکے۔ ذرا اپنی بہنوں بیٹیوں کو سامنے رکھ کر ان جوان بچیوں کے دکھ کا احساس کرو جو بس اب تنہا ہیں ان کے سارے عزیز زلزلے کی نذر ہو چکے ہیں۔ ان بوڑھوں کے مسئلوں کو محسوس کرو جنہیں سہارا دینے والی اولاد اس دنیا سے جا چکی ہے۔ وہ بلند و بالا اور خوبصورت پہاڑ جو بلاشبہ اپنی طاقت پر ناز کر سکتے تھے اس طرح ہل رہے تھے جیسے کوئی معمولی کھلونے ہوں۔ دیکھا اللہ چاہے تو زمین کا جغرافیہ سیکنڈوں میں تبدیل کر دیتا ہے جہاں کبھی دریا بہتے تھے وہاں ملبے کا ڈھیر ہے۔ دریاؤں نے راستے تبدیل کر دیے آبشاریں کہیں کی کہیں چلی گئیں پہاڑ تک اپنی جگہ سے کھسک گئے۔ آبادیاں قبرستانوں میں تبدیل ہو گئیں۔

اتنا سب کچھ ہوا لیکن اس کے نتیجے میں جو کچھ ہونا چاہیے تھا وہ نہ ہوا دل اتنے سخت ہو چکے تھے کہ زلزلے کی آنچ پر بھی نہ پگھلے۔ رجوع الی اللہ کی کیفیت پیدا نہ ہوسکی۔ غیر اللہ کی بڑائی کے نعروں میں کوئی کمی نہ آئی۔ ملک کے طول و عرض میں ہر گلی کوچے میں شرکیہ نعتوں، قوالیوں اور تقریروں کے کیسٹس بج رہے ہیں۔ کوئی ''غوث پاک'' کا منگتا بنا ہوا ہے تو کوئی ''خواجہ پیا'' سے محبت کا دم بھر رہا ہے۔ کوئی ''یا علی مدد'' کی صدا بلند کرتا ہے تو کوئی ''غریب نواز'' سے امیدیں باندھے بیٹھا ہے اور کسی نے ''داتا گنج بخش'' سے آس لگائی ہے کوئی قرآن کی پکار سننے اور سمجھنے کیلئے تیار نہیں۔ ﴿وقال ربکم ادعونی استجب لکم﴾ ''تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا''۔ (المؤمن۔ آیت نمبر ۶۰) تو کہیں اللہ رب العالمین غیر اللہ کے پرستاروں کو اس انداز

میں جھنجوڑتا ہے۔﴿الیس اللہ بکاف عبدہ﴾ ''کیا اللہ اپنے بندے (کی حاجت روائی و مشکل کشائی) کیلئے کافی نہیں ہے۔(الزمر۔آیت۔۳۶) زمین و آسمان اور ان کے درمیان موجود ہر چیز کا پیدا کرنے والا کیا اس بات سے عاجز ہے کہ مشکل و مصیبت کے وقت اپنے بندوں کی مدد کرے؟ ﴿امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء﴾ ''کون ہے جو بے قراروں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور انہیں مشکل سے نجات دیتا ہے'' (سورہ نمل ۔۶۲) کیا اللہ کے علاوہ اور معبود ہے۔افسوس توحید کا درس جو قرآن کا غالب موضوع ہے بلکہ قرآن اول تا آخر توحید ہے۔اسی توحید کو ہم بھلا بیٹھے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے پچھلی بہت سی قوموں پر عذاب بھیجے انہیں تباہ و برباد کر ڈالا۔

''کیا انہوں نے نہیں دیکھا ہم نے ان سے پہلے کتنی امتوں کو ہلاک کر دیا جن کے پاؤں ملک میں ایسے جما دیے تھے کہ تمہارے پاؤں بھی ایسے نہیں جمائے اور ان پر آسمان سے لگا تار مینہ برسایا اور نہریں بنا دیں جو ان کے (مکانوں کے) کے نیچے بہہ رہی تھیں پھر ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور ان کے بعد اور امتیں پیدا کر دیں''۔(الانعام۔آیت نمبر ۶)۔''کہو کہ ملک میں چلو پھرو۔پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا''۔ (الانعام۔آیت نمبر ۱۱)۔وادی کاغان دنیا کی خوبصورت ترین وادی جہاں ہر طرف قدرت کا حسن بکھرا ہوا تھا۔بالا کوٹ، مانسہرہ، ایبٹ آباد، مظفر آباد یہ پوری پٹی جو زلزلہ کی زد میں آئی دلکش قدرتی نظاروں سے پر تھی اللہ نے ہر نعمت دے رکھی تھی انہیں کھیتی باڑی کیلئے پانیوں پر لڑنا نہیں پڑتا تھا۔دنیا بھر سے سیاح ان قدرتی نظاروں سے لطف اندوز ہونے آیا کرتے تھے جو مقامی آبادی کے روزگار کا ذریعہ بنتے۔انہیں گھر بیٹھے اللہ سب کچھ دے رہا تھا اور چاہتا تھا کہ لوگ اس کی شکر گزاری کریں لیکن لوگوں کا حال یہ ہے کہ دیتا سب کچھ اللہ ہے لیکن وہ شکر گزاری غیر اللہ کی کرتے ہیں۔یہ اللہ کے غضب کو دعوت دینے والی روش تھی اللہ نے قرآن میں پہلے فرما دیا تھا کہ جن لوگوں کو اللہ نے اپنے عذابوں سے تباہ کیا ان میں اکثریت مشرک تھی۔

''کہو! زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ اگلوں کا انجام کیا ہوا جن میں کے اکثر لوگ مشرک تھے۔ (سورۃ الروم۔۴۲) اللہ کے عذاب کی سب سے بڑی وجہ شرک ہے جو صرف ان علاقوں ہی میں عام نہیں تھا بلکہ پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔جب غیر اللہ کی بڑائی کے نعرے کانوں میں پہنچتے ہیں تو خوف آتا ہے کہ کہیں ہم بھی اللہ کے عذاب کے مستحق نہ ٹھہر جائیں۔

دعوت دین عذابوں سے بچنے کیلئے دفاعی حصار

زلزلے سے کوئی دوسرا سبق حاصل کرے نہ کرے اہل توحید کو ضرور سبق حاصل کرنا چاہیے۔اپنی دعوتی

ذمہ داری کومحسوس کرنا چاہئے۔قرآن وحدیث کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکارا ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ذمہ داری سے بھاگنے کی وجہ سے بھی قومیں اللہ کے عذاب کی مستحق بن جاتی ہیں۔بنی اسرائیل کی جس قوم کو اللہ نے بندر بنایا تھا اس عذاب سے صرف وہی لوگ بچے تھے جو اللہ کی نافرمانی سے روکنے والے تھے۔دعوت کا کام ایک دفاعی حصار ہے جو ہمیں اللہ کے عذابوں سے محفوظ رکھے گا۔توحید کو فخر کا ذریعہ بنانا اور دوسروں کی تحقیر وتذلیل کا ذریعہ بنانا یہ کوئی اسلام نہیں۔توحید ایک بھاری ذمہ داری ہے جس کی ادائیگی کیلئے ہمیں سرگرم ہونا چاہئے۔

دعوت دین کا کام صرف علماء کی ذمہ داری نہیں ہے یہ ہر اس شخص کی ذمہ داری ہے جس نے توحید کو سمجھا ہے۔ہم ملازمت کریں یا کاروبار جہاں جہاں جن جن لوگوں سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے ہمیں توحید کا پیغام ان تک پہنچانا چاہئے۔بے خوف وخطر ہوکر پورے شوق اور دلچسپی کے ساتھ دین کی طرف دعوت دینا چاہئے۔بہتر سے بہتر انداز میں دعوتی کام کرنے کیلئے حصول علم پر بھی توجہ دینا چاہئے۔آج ذرائع ابلاغ سے لے کر ہر گلی محلے میں شرکیہ عقائد واعمال کا پرچار ہورہا ہے۔ہمیں اپنی استطاعت کے مطابق اس کی روک تھام میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ موت کا وقت متعین ہے یہ وقت سے پہلے آپ کو گلے نہیں لگا سکتی ایسی صورت میں بھی گلے نہیں لگا سکتی جبکہ آپ تمام سامان زندگی سے محروم ہو چکے ہوں۔یہ درس بھی اس زلزلے نے آپ کو دیا جب دو مہینے تک زمین میں دبی ہوئی ایک عورت کو زندہ نکال لیا گیا۔اس لئے ڈرنے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

؎ قانون ہی الگ ہیں حیات وممات کے طوفاں سے موت ہے نہ کناروں سے زندگی

اور اگر آپ کی موت کا وقت آ گیا ہے تو امریکہ کے جدید ترین ہسپتال میں جدید ترین آلات اور زندگی بچانے والی ادویات کی موجودگی میں اور دنیا کے قابل ترین ڈاکٹروں کی ٹیم کی موجودگی میں بھی آ کر رہے گی۔''تم جہاں کہیں بھی ہو(موت)تمہیں آ پکڑے گی اگر چہ تم مضبوط قلعوں میں ہو''(النساء۔۷۸)موت نے تو ایک دن آنا ہی ہے کیا ہی خوب ہو کہ ہمیں موت اس حالت میں آئے کہ ہم ایک داعی اور مبلغ کا کردار ادا کر رہے ہوں۔

عذاب الٰہی کی بحث

ہماری بدقسمتی دیکھیے ہم اس عبرتناک واقعہ سے سبق حاصل کرنے کے بجائے اس بحث میں الجھا دیئے گئے کہ یہ زلزلہ اللہ کا عذاب ہے یا نہیں؟ دانشوران قوم نے قوم کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ یہ کوئی اللہ کا عذاب نہیں ہے یہ ایک ارضیاتی تبدیلی ہے اتنے سالوں کے بعد رونما ہوتی ہے۔اس طرح قوم کی بیداری کی جو موہوم سی امید اس زلزلے سے پیدا ہوئی تھی وہ بھی ختم کر دی گئی۔دانشوروں کا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ''تمہیں کوئی توبہ تااللہ

اور رجوع الی اللہ کی ضرورت نہیں ہے خوابِ غفلت میں پڑے رہو تمہارے سب اعمال اچھے ہیں اللہ تم سے ناراض ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ تم اس کے محبوبؐ کے امتی ہو"۔ ذرائع ابلاغ میں آنے والے مباحثوں نے لوگوں کو اپنی پرانی روش پر گامزن رہنے کیلئے حوصلہ دے دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

یہ ایک موقع تھا حکمرانوں اور عوام کو جھنجھوڑنے کا کہ "اپنے اعمال بد سے باز آ جاؤ! چند لمحوں میں اللہ تمہیں کیا سے کیا بنا سکتا ہے اس کی فرمانبرداری کی طرف مائل ہو جاؤ، اپنی معیشت کو سود سے پاک کرو، ذرائع ابلاغ کو فحاشی بے حیائی سے دور رکھو، اپنے عقائد کو شرک کی نجاست سے پاک کرو، اپنے اعمال کو بدعتوں کی غلاظت سے پاک کرو اپنے نظام عدالت کو عدل پر استوار کرو اپنے نظام حکومت کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق منظّم کرو اپنے اخلاق ومعاملات کو سنوار لو"۔ لیکن ایسا کچھ نہ ہوا زلزلہ آیا اور تباہی پھیلا کر چلا گیا، زندگی جس ڈگر پر تھی اسی ڈگر پر چل رہی ہے۔

تحریکوں کیلئے سبق

لوگو! تم صرافہ بازار کی دوکانیں لوٹ رہے ہو، ذرا سوچو یہ سونا چاندی ان دوکان والوں کے کام نہ آیا جنہوں نے بڑی محنت سے اسے حاصل کیا تھا تو تمہارے کیا کام آئے گا۔ لٹیروں پر بھی تو اللہ نے حجت قائم کرنا ہوتی ہے سو کچھ لوگوں کے ذریعے آوازِ حق ان کے کانوں تک پہنچا دیتا ہے۔ یہ اخلاقی حالت ہے قوم کو ادھر زلزلے کے جھٹکے تھے اور ادھر بہت سے لوگوں نے پھنسے ہوئے افراد کی زندگی بچانے کے بجائے لوٹ مار کیلئے مارکیٹوں کا رخ کیا۔ لاشوں سے بیدردی کے ساتھ زیورات نوچے گئے۔

امدادی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے بہانے گئے ہوئے لوگوں نے عزتیں لوٹیں ۔ملک بھر میں زلزلہ زدگان کے ایشوز پر کروڑوں روپے کے چندے جمع ہوئے اور خورد برد بھی ہوئے۔ حکومت کے پاس آئی ہوئی اربوں روپے کی بین الاقوامی امداد کے بارے میں بھی تحفظات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ دین کے نام پر سیاسی اور جہادی تحریکیں اٹھانے والے ذرا سوچیں اس اخلاقی حالت کی حامل قوم میں کرنے کا اصل کام کیا ہے؟ کیا اس حالت میں کوئی سیاسی یا جہادی مہم جوئی کامیاب ہو سکتی ہے؟ اس وقت حالات کا تقاضا کوئی سیاسی یا جہادی تحریک برپا کرنا نہیں دعوتی تحریک برپا کرنے کا ہے، کاش! یہ بات انہیں سمجھ آ سکے جن کے ہاتھوں میں ان تحریکوں کی باگ ڈور ہے۔

سازش کی بو

قدرتی آفات غیر مسلموں پر بھی آئیں تو خوشی کی بات نہیں ہوتی لیکن ہمارے غیر ذمہ دار مذہبی رسائل وجرائد نے غیر مسلموں پر آنے والی آفات کو فخر کا ذریعہ بنایا۔ 2001ء میں جب انڈیا میں طاعون کی وبا پھیلی اور

زلزلہ آیا اس وقت ایک مذہبی جریدے کی ٹائٹل سرخی ملاحظہ فرمائیں:

''بابری مسجد کی شہادت اور اقلیتوں پر ظلم کی سزا۔

بھارت پر آسمانی، زمینی اور جہادی کوڑوں کی مسلسل مار۔

طاعون اور دیگر عذابوں کے بعد ایک ماہ سے ہندو اکثریت کے علاقے زلزلے کی زد میں''۔

اسی طرح سونامی کے موقع پر بعض مذہبی جرائد اور لیڈروں نے جو غیر ذمہ دارانہ انداز اختیار کیا اس وقت بھی ماہنامہ ''الصراط'' نے اپنے اداریئے میں اس انداز کی مذمت کرتے ہوئے لکھا تھا۔ ''اللہ کی اس عظیم نشانی سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے خود فریبی کا شکار ہمارے ذہنوں نے سونامی کو فخر کا ذریعہ بنالیا۔ کیا مسلمانوں کے درمیان سب اچھا ہو رہا ہے، کیا ہم اللہ کو خوش کرنے والے کام کر رہے ہیں؟ کیا دس محرم کو جو کچھ ہمارے ملک میں ہوتا ہے اسے دیکھ کر غضب الٰہی جوش میں نہ آتا ہوگا۔ مزاروں پر عرس کے مواقع پر جو طوفان بدتمیزی برپا کیا جاتا ہے۔ جس جس انداز میں غیر اللہ کو پکارا جاتا ہے کیا وہ اللہ کو خوش کرنے والی باتیں ہیں؟

کیا جاگیرداروں کے مظالم سے سسکتے گھرانوں کی آہیں اور سرمایہ داروں کے شکنجے میں جکڑے ہوئے نچڑتے ملازمین کی سسکیاں عرش الٰہی کو ہلا نہ دیتی ہوں گی۔ آخر ہم کیوں لوگوں کو خود فریبی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں، انہیں کیوں نہیں بتا دیتے کہ عذاب الٰہی کے سب سے زیادہ مستحق تو ہم خود ہیں جو قرآن کے ہوتے ہوئے اسے ہدایت کی کتاب مانتے ہوئے گمراہ ہیں۔ جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو توڑ ڈالا ہے جو دامن مصطفیٰ ﷺ چھوڑ چکے ہیں۔ جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضے سے غافل ہیں جو اس قدر بے حس ہیں کہ ان کی ناک کے نیچے مظلوموں کی سسکیاں اور آہ و زاریاں اٹھ رہی ہیں لیکن یہ اپنے دل میں کسک محسوس نہیں کرتے جو خود تراشے ہوئے بتوں کے پجاری ہیں، جنہوں نے اپنی محبوب شخصیتوں سے اپنے دل کے صنم خانے آباد کر رکھے ہیں۔ آخر کب تک ہم اپنے آپ کو فریب دیتے رہیں گے کہ ہم اللہ کے لاڈلے ہیں۔

سونامی کے عظیم سانحے سے جیسے ہمارے اسلامی میڈیا نے فخر کا ذریعہ بنایا، اپنی قومی انا کو تسکین دی نفرتوں اور تعصّبات کی سوداگری کیلئے پبلسٹی ایشو کے طور پر استعمال کیا۔ یہ ایک عبرتناک واقعہ تھا جس کے بعد ہمیں اللہ کے سامنے اور زیادہ جھک جانا چاہیے تھا۔ اللہ کے سامنے کثرت کے ساتھ توبہ واستغفار کرنا چاہئے تھی۔ (الصراط جنوری ۲۰۰۵ء) ہندوستان میں آنے والی قدرتی آفات اور سونامی قطرینا اور ریٹا وغیرہ پر بغلیں بجانے والے لوگ بتائیں کہ اپنے ملک میں آنے والے ان زلزلوں کو کیا عنوان دیں گے۔ فوجی چھاؤنیاں اور جہادی

تنظیموں کے معسکرات بھی جس سے محفوظ نہ رہ سکے۔اسلام اعلیٰ اخلاق کا درس دیتا ہے لیکن غیر مسلموں کی تکلیف پر ہم نے طنز کے تیر چلائے جبکہ ہمارے ملک میں زلزلہ زدہ علاقوں میں جاری امدادی سرگرمیاں غیر ملکیوں کی پرجوش شرکت اور کروڑوں روپے کی عالمی امداد ہمارے منہ پر اخلاقی طمانچہ ہے۔افسوس ہم اس قدر احساس کمتری کے مارے ہوئے ہیں کہ دوسروں کی امداد سے بھی ہمیں سازش کی بو آتی ہے۔ ہمارے بہادروں کا یہ انداز فکر خوف اور بزدلی کی علامت ہے۔وہ بزدلی جسے ہم بلند بانگ دعوے کر کے اور غیر ذمہ دارانہ بھڑکیں لگا کر چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس زلزلے سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

اہل حدیث یوتھ فورس کے زیر اہتمام تحفظ ناموس رسالت ﷺ احتجاجی ریلی

5 فروری بروز اتوار اہل حدیث یوتھ فورس ضلع جہلم نے ڈنمارک، فرانس اور دیگر یورپی ممالک کے اخبارات میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف اور کشمیری مسلمان بھائیوں کے ساتھ یکجہتی کیلئے ایک بھرپور، پرجوش ریلی کا انعقاد کیا۔جس میں انجمن اہل حدیث، اہل حدیث یوتھ فورس، اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن جہلم اور ینگ ویلفیئر کونسل کے اراکین و تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے بھرپور شرکت کی۔یہ ریلی جامعہ علوم اثریہ سے شروع ہو کر براستہ نیا محلہ، سول لائن، چوک اہل حدیث پہنچی جہاں پر وہ بڑے جلوس میں شامل ہوگئی جو مین بازار، نیا بازار، جی ٹی ایس چوک اور ریلوے روڈ سے گزر کر شاندار چوک میں احتجاجی جلسے کی صورت اختیار کر گئی۔

بینرز اور پلے کارڈز جن پر احتجاجی نعرے اور کشمیری بھائیوں کے ساتھ یکجہتی پر مبنی مطالبات درج تھے، اور جماعتی جھنڈے ہر طرف دکھائی دے رہے تھے۔مقررین نے توہین رسالت پر مبنی خاکوں کی اشاعت پر یورپی ممالک کے خلاف بھرپور احتجاج کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ان ممالک کے ساتھ تجارتی اور سفارتی تعلقات ختم کئے جائیں نیز کشمیری عوام پر ظلم و جبر کا سلسلہ بند کیا جائے اور ہندوستان کشمیر پر اپنا جبری تسلط ختم کرے۔مقررین میں رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر، مدیر الجامعہ حافظ احمد حقیق، شیخ محمد اسحاق محمود مرزا جہلمی، راجہ انار گل ایڈووکیٹ، سعد مدنی صدر ASF صوبہ پنجاب، قاری عمر وقاص اور ڈاکٹر عاطف جواد صدر AYF ضلع جہلم شامل تھے۔اس ریلی میں شہزاد مرزا صدر ینگ ویلفیئر کونسل پاکستان اور جناب حفیظ اللہ بٹ چیف آرگنائزر ینگ ویلفیئر کونسل کویت نے خصوصی طور پر شرکت کی۔

مشہور سیاسی وسماجی شخصیت میاں نعیم بشیر کو صدمہ

مورخہ 9 فروری بروز جمعرات میاں نعیم بشیر صاحب کے چچا محمد یاسین بن عبدالمالک برطانیہ میں وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔مرحوم کی نماز جنازہ رئیس الجامعہ نے پلائی ووڈ فیکٹری میں پڑھائی۔جس میں بھاری تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔مرحوم بڑے خوش اخلاق، ملنسار اور خوش گفتار انسان تھے۔